41732 ـ حج اور عمره میں نیابت كا حكم

سوال

حج یا عمره میں نیابت كا حكم كیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

كسی كی جانب سے حج كرنے میں وكیل بننے كی دو صورتیں ہیں:

پہلی حالت: فرضی حج میں نیابت كرنا.

دوسری حالت: نفلی حج میں نیابت كرنا.

اگر یہ نیابت فرضی حج میں ہو تو جائز نہیں كہ فرضی حج كی ادائیگی كے لیے اپنی جانب سے كسی دوسرے كو نائب بنا كر حج یا عمرہ كروایا جائے لیكن اگر وہ كسی دائمی جس سے شفایابی كی امید نہ ہو كی بنا پر بیت اللہ تك پہنچنے كی استطاعت نہ ركھتا ہو یا پھر بڑھاپے كی بنا پر تو اس حالت میں فرضی حج میں اپنا نائب بنانا جائز ہے.

اور اگر اس بیماری سے شفایابی كی امید ہو تو اسے شفایابی كا انتظار كرنا چاہیے تا كہ اللہ تعالی شفا دے تو پھر وہ خود حج كرے، اور اگر اس كے خود حج كرنے میں كوئی مانع نہ ہو بلكہ وہ حج كرنے پر قادر ہو تو اسے خود حج كرنا ہو گا، كیونكہ اس كے لیے اپنی جانب سے كسی دوسرے كو یہ عبادت كروانا حلال نہیں، كیونكہ یہ عبادت اس سے شخصی طور پر مطلوب ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی كا فرمان ہے:

اور لوگوں پر اللہ تعالی نے حج فرض كر دیا ہے، جو اس تك جانے كی استطاعت ركھتا ہوآل عمران (97).

لہذا عبادات میں مقصود تو یہی ہے كہ انسان بنفسہ خود یہ عبادات بجا لائے تا كہ وہ اللہ تعالی كی بندگی اور اس كے سامنے عاجزی و انكساری كر سكے، اور یہ تو معلوم ہی ہے كہ جس نے بھی كسی دوسرے كو وكیل بنایا تو اسے یہ مفہوم اورمعنی حاصل نہیں ہو گا جس كے لیے عبادات مشروع كی گئی ہیں.

لیکن اگر وکیل بنانے والے شخص نے فرضی حج کر لیا ہو اور وہ حج یا عمرہ میں کسی شخص کو اپنا وکیل بنانا چاہے تو اہل علم کے ہاں اس میں اختلاف ہے:

بعض علماء کرام نے جائز قرار دیا ہے، اوربعض نے منع کیا ہے، میرے نزدیك اقرب الی الصواب یہی ہے کہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی جانب سے نفلی حج یا عمرہ کی ادائیگی میں کسی کو نائب بنائے، کیونکہ عبادات میں اصل تو یہی ہے کہ انسان خود اس کی ادائیگی کرے، جیسا کہ روزہ رکھنے میں کسی کو وکیل نہیں بنایا جا سکتا، حالانکہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ فرضی روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی جانب سے روزے رکھے گا تو اسی طرح حج بھی ہے، اور پھر حج ایسی عبادت ہے جو انسان بنفسہ خود بجا لاتا ہے، یہ کوئی مالی عبادت نہیں کہ اس کا مقصد دوسروں کو نفع دینا ہو.

اور جب انسان بدنی عبادت خود اپنے بدن سے بجالاتا ہے تو کسی دوسرے سے یہ ادا نہیں ہو گی، لیکن جو سنت میں وارد ہے، اور سنت سے ثابت نہیں کہ کسی شخص نے کسی دوسرے کی جانب سے نفلی حج کیا ہو، امام احمد رحمہ اللہ تعالی کی یہ ایك روایت ہے، یعنی میری مراد یہ ہے کہ انسان کے لیے صحیح نہیںکہ وہ کسی دوسرے کو اپنی جانب سے نفلی حج کا عمرہ کرنے میں وکیل بنائے چاہے وہ اس کی قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھے.

اور جب ہمارا یہ قول ہے تو اس میں مالدار جو حج کرنے پر قادر ہیں انہیں خود حج کرنے کی ترغیب ہے، کیونکہ بعض لوگ یہ اعتماد کرتے ہوئے مکہ گئے ہی نہیں کہ وہ ہر برس اپنی جانب سے کسی دوسرے کو وکیل بنا دیتے ہیں، تو اسطرح وہ معنی فوت ہو جاتا ہے جس کی بنا پر شریعت نے حج مشروع کیا ہے، اس بنا پر کہ وہ اپنی جانب سے کسی دوسرے کو حج کا وکیل بنا دے. انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (21 / 136).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام نے حج اور عمرہ کی ادائیگی سے عاجز زندہ شخص کی جانب سے حج اور عمرہ کرنے کے جواز کو اختیار کیا ہے چاہے وہ نفلی ہی کیوں نہ ہو.

مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں ہے:

جب آپ اپنا عمرہ کر چکے ہوں تو آپ اپنی والدہ اور والد کی جانب سے عمرہ کر سکتے ہیں، ایسا کرنا جائز ہے جبکہ وہ بڑھاپے یا دائمی بیماری جس سے شفایابی کی امید نہ ہو عمرہ کرنے سے عاجز ہوں. انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (11 / 81).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی نے بھی یہی اختیار کیا ہے، ان سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

میں اپنی والدہ کی جانب سے حج کرنا چاہتا ہوں، تو کیا اس کے لیے ان سے اجازت لینا ضروری ہے، یہ علم میں رہے کہ وہ فرضی حج کر چکی ہیں؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" بڑھاپے یا لاعلاج مرض کی بنا پر اگر آپ کی والدہ حج کرنے سے عاجز ہیں تو آپ ان کے لیے حج کر سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں چاہے ان کی اجازت کے بغیر ہی ہو، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

ایك شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا والد بوڑھا ہے اور حج و عمرہ نہیں کرسکتا، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اپنے والد کی جانب سے حج اور عمرہ کر لو "

اور ایك عورت نے یہ کہہ کر اجازت طلب کی:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا والد بوڑھا ہے حج نہیں کر سکتا، اور نہ ہی سفر کر سکتا ہے، تو کیا میں اس کی جانب سے حج کرلوں؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اپنے والد کی طرف سے حج کرو"

اور اسی طرح میت کی جانب سے بھی حج کیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور مندرجہ بالا دونوں حدیث کی بنا پر بھی جائز ہے. انتہی

دیکھیں: فتاوی ابن باز (16 / 414).

واللہ اعلم .